# نظرات

اللہ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ دارالعلوم دیوبند تقریباً پانچ ماہ تک بند رہنے اور خلفشار وانتشار کے بحرانی دور سے گذرنے کے بعد ۲۶ مارچ کو باقاعدہ وباضابطہ کھل گیا اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ چھوٹی بڑی سب جماعتوں میں مقامی اور غیر مقامی پندرہ سو طلبا زیر تعلیم ہیں ان میں سے ساڑھے تیرہ سو طلبا کے کھانے کا انتظام مطبخ میں ہے، تمام درجات میں تعلیم باقاعدہ ہو رہی ہے، دارالافتاء، دفتر محاسبی، کتب خانہ، اور دوسرے تمام شعبہ جات کھلے ہیں اور کام کر رہے ہیں، دفتر اہتمام کی طرف سے مدرسہ کھلنے کے بعد ہی تمام مدرسین وملازمین کے نام نوٹس جاری کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی ڈیوٹی پر واپس آ جائیں اور جو صدق دل اور خلوص سے واپس آئے گا مدرسہ اس کو خوش آمدید کہے گا اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے گی اس نوٹس کے بعد مدرسین وملازمین آنے لگے، مگر ایک خاصی تعداد (ان سطور کے لکھنے تک) ایسے لوگوں کی بھی ہے جو اب تک کام پر نہیں آئے ہیں اور نہ ان کی طرف سے کوئی تحریر وصول ہوئی ہے، ایسے افراد واشخاص کی نسبت یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ وہ ایک تاریخ معینہ تک واپس آکر اپنا کام کرنے لگیں ورنہ بلا اطلاع کے غیر حاضری کے سبب ان کے خلاف دستوری کارروائی عمل میں لائی جائے گی، تنخواہیں بھی مع ان کے بقایا کے تقسیم ہونی شروع ہو گئی ہیں، یہ منظر بھی بڑا رقت انگیز اور مؤثر ہے کہ مدرسہ کی عالیشان مسجد پانچ ماہ تک سنسان اور ویران رہنے کے بعد اب پھر حسب سابق آباد و معمور ہو گئی ہے، اب پانچوں وقت لاؤڈ اسپیکر پر اذان ہوتی ہے، ایک نہایت خوش الحان قاری امامت کرتے ہیں، اور نمازیوں کی صفیں صحن میں بھی دور تک ہوتی ہیں، علی الصباح آپ مدرسہ میں گھوم

پھر کر دیکھیے تو نماز فجر سے پہلے اور اس کے بعد آپ کو طلباء مسجدیں، تو در میں اور اپنے کمروں میں قرآن مجید کی جہراً تلاوت میں مشغول نظر آئیں گے۔

---

۱۲ اور ۱۳ اپریل کو مجلس شوریٰ کا اجلاس دفتر اہتمام میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ان مسائل و معاملات پر غور و خوض کیا گیا جو مدرسہ کے موجودہ حالات نے پیدا کر دیے ہیں اور ان کے متعلق اہم فیصلے کیے گئے ہیں، انھیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگرچہ مدرسہ کے بند ہونے کے زمانہ میں کیمپ میں تعلیم کا انتظام تھا، تاہم اساتذہ کی کمی اور بعض اور وجوہ کی بنا پر یہ انتظام مکمل اور خاطر خواہ نہیں تھا۔ اس لیے مجلس نے تجویز کیا کہ تعلیم ماہ شعبان کے ختم اور اگر ضرورت ہو تو ماہ رمضان کے بھی کچھ دنوں تک جاری رکھی جائے اور امتحانات شوال میں ہوں۔ عجیب اتفاق ہے، یہ صورت حال ہو بہو وہی ہے جس پر آج کل علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں عمل ہو رہا ہے، اس اجلاس میں مولانا سید ابوالحسن علی الندوی کا استعفا بھی پیش ہوا، مجلس نے اس کو منظور نہیں کیا اور مولانا سے درخواست کی ہے کہ استعفا واپس لے لیں، مجلس نے کئی کمیٹیاں بھی مقرر کی ہیں جو اجلاس صد سالہ کے بعد سے اب تک کے حسابات جمع و خرچ، انتظامیہ اور تعلیمی کیفیت پر تحقیقات کر کے ایک معینہ مدت کے اندر اندر اپنی رپورٹ اور آئندہ کے لیے اپنی اصلاحی سفارشات پیش کریں گی۔

---

۱۲ اپریل کو عشاء کی نماز کے بعد دارالحدیث میں طلباء و اساتذہ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں اہل قصبہ بھی خاصی تعداد میں موجود تھے، مجلس شوریٰ کی طرف سے خاکسار راقم الحروف نے گھنٹہ سوا گھنٹہ خطاب کیا، میں نے اولاً مدرسہ کھل جانے پر سب کو مبارکباد دی اور پھر کہا کہ اب جب کہ ہم کو اپنے مقصد میں کامیابی اور آپ کو مادر علمی کی ہم کناری حاصل ہو گئی ہے ہمیں چاہیے کہ اب تک جو کچھ ہوا اسے بھول جائیں اور کسی کی طرف سے بغض و عناد

نہ کہیں کسی کے متعلق بدزبانی اور بدکلامی نہ کریں۔ پہلے خواہ کوئی کیسا ہی رہا ہو لیکن اب دل کی صفائی سے وہ ہم سے ملنے کا خواہاں ہو تو ہمیں اس سے انکار نہیں ہونا چاہیے' اشتعال انگیز باتیں ہوں گی مگر ہمیں ان کے جواب میں قرآن مجید کے حکم:

ادفع بالتی ھی احسن الآیۃ کو اپنی گرہ میں باندھ لینا اور اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ ساتھ ہی جو غلطیاں اور فروگذاشتیں ہم سے عمداً یا بے ارادہ سرزد ہوئی ہیں' سچے دل اور خلوص نیت سے ان کے لیے جناب باری تعالیٰ میں توبہ و استغفار کرنا چاہیے' اس کے بعد میں نے کہا: اب ہمارے (مجلس شوریٰ) کے سامنے تین اہم کام ہیں: (۱) استحکام۔ (۲) اصلاح (۳) توسیع و ترقی' استحکام سے مقصد ہے' دارالعلوم کو بیرونی خلفشار اور مفسدات سے پاک و صاف کرنا اور ان سے نجات دلانا' اصلاح کے سلسلہ میں ہمیں دستور پر نظر ثانی کرنی اور اس کی تمام دفعات کو عملاً نافذ کرنا ہے' مدرسین و ملازمین کے لیے عزل و نصب اور ان کی پنشن کے قواعد و ضوابط کو از سر نو مرتب کر کے انھیں اپ ٹو ڈیٹ بنانا ہے اور اسی طرح نصاب تعلیم اور طریق تعلیم میں اصلاح کر کے اسے ایسا بنانا ہے کہ معینہ مدت کے اندر مختلف علوم و فنون کی تعلیم ۔۔ بصیرت اور روشن دماغی کے ساتھ حاصل ہو سکے۔ پھر ہمیں طلباء کی اخلاقی تربیت اور ان کے قیام و طعام کی سہولتوں پر بھی مزید توجہ کرنی ہے۔ رہا توسیع و ترقی کا پروگرام! تو اس سلسلہ میں ہماری کوشش ہو گی کہ تعلیم کے دائرہ کو وسیع کرنے کی غرض سے چند نئے شعبے قائم کریں' مثلاً ہمارے ہاں صرف فقہ حنفی کی تعلیم ہوتی ہے' لیکن اب وقت اور حالات کا تقاضہ ہے کہ فقہ کے چاروں مذاہب کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے' کیونکہ عالم اسلام کو آج جدید مسائل و معاملات درپیش ہیں ان کا حل اس کے بغیر سخت دشوار ہے' اسی طرح تاریخ (مسلمانوں کی سیاسی تہذیبی و تمدنی اور علمی تاریخ) کا مضمون ہمارے ہاں نظر انداز رہا ہے' لیکن اب وقت کا مطالبہ ہے کہ اب ہم اس پر خاطر خواہ توجہ کریں' وغیرہ وغیرہ۔ ساتھ ہی اسلامیات پر

تحقیق کا ایک فعال اور متحرک ادارہ قائم کرنا علوم و فنون کے اس طوفانی عہد میں اسلام کی ایک بڑی اہم اور ناگزیر ضرورت ہے۔

بہر حال یہ ہیں ہمارے عزائم اور مقاصد! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق اور حوصلہ و ہمت عطا فرمائے کہ ہم اس عظیم منصوبہ کو بروئے کار لا سکیں اور جو کچھ ہم کریں محض اللہ کے لیے کریں اور دنیوی حرص و طمع اور نام و نمود کی خواہش اور نفسانی غرض سے ہم بالکل محفوظ و مامون رہیں، میری تقریر کے بعد مولانا عبدالحلیم صاحب نے مختصراً وعظ و نصیحت کے کلمات ارشاد فرمائے اور ان کی دعا پر جلسہ بارہ بجے ختم ہو گیا۔

---

مقامی مسلمانوں کے ایک وفد نے مجلس شوریٰ سے ملنے کی خواہش کی تھی ان کو ۲۳ اپریل گیارہ بجے کا وقت دیا گیا تھا۔ ٹھیک وقت مقررہ پر کم و بیش چالیس حضرات پہنچ گئے، جو دیوبند کے مسلمانوں کی مختلف برادریوں کی نمائندگی کر رہے تھے، ان میں دو صاحبوں نے تقریریں کیں جن میں انھوں نے دارالعلوم کے ساتھ اپنی گہری محبت و ارادت کا اور دارالعلوم کے کھل جانے پر اپنی دلی مسرت کا اظہار جذباتی انداز میں کیا اور ساتھ ہی دارالعلوم کے تحفظ و بقا اور اس کی ترقی کے لیے اپنی چند تجاویز پیش کیں، مجلس شوریٰ کی طرف سے جوابی تقریر کرتے ہوئے میں نے ان حضرات سے ملاقات اور گفتگو پر دلی مسرت کا اظہار کیا اور ان کا اور اُن کے ذریعہ ان سب مسلمانان دیوبند کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے کیمپ کے دنوں میں بارہ سو طلباء کی دامے، درمے اور قدمے ہر ممکن مدد کمال خلوص اور للّٰہیت سے کی، میں نے کہا: اگر آج دارالعلوم میں حسب سابق یہ چہل پہل اور رونق ہے تو کوئی شبہ نہیں کہ اس میں بڑا دخل آپ حضرات کا بھی ہے کیونکہ مدرسہ کی تالا بندی کے بعد اگر آپ حضرات طلباء کو روک نہ لیتے اور جان و مال سے ان کے ساتھ ہمدردی اور غمگساری کا غیر معمولی معاملہ نہ کرتے تو دارالعلوم کا قفل کس چابی سے کھلتا۔ رہ گئیں تجاویز! اس سلسلہ میں میں نے عرض کیا: ان تجاویز

بعض تو وہ ہیں جو خود مجلس شوریٰ کے پیش نظر ہیں، باقی تجاویز کی نسبت گزارش یہ ہے کہ جس طرح آپ نے اب تک مجلس شوریٰ پر اعتماد کیا ہے اب اور آئندہ بھی کریں اور ان تجاویز کا معاملہ مجلس کی صوابدید پر چھوڑ دیں" اس تقریر کے بعد دوستی اور محبت کی فضا میں مجلس برخاست ہو گئی اور یہ حضرات شاداں و فرحاں رخصت ہو گئے۔

---

۱۴ اپریل کو بارہ بجے کے قریب دہلی کے مشہور اور کثیر الاشاعت تینوں اخبارات پرتاپ ملاپ اور تیج کے نمائندوں کا ایک وفد کار کے ذریعہ دارالعلوم پہنچا۔ قومی آواز کا نمائندہ اسی درمیان میں دو تین مرتبہ آچکا تھا، اس پریس ڈیلی گیشن کو مدرسہ کے مہمان خانہ میں ٹھہرایا گیا، لنچ ہم سب نے وفد کے ساتھ مہمان خانہ میں لیا، اس کے بعد ہم نے وفد سے کہا کہ آپ حضرات سب آزاد ہیں، دارالعلوم میں خوب گھوم پھر کر دیکھیے کہ درجات میں تعلیم ہو رہی ہے یا نہیں؟ تمام دفاتر کھلے ہیں یا نہیں؟ مطبخ میں ساڑھے تیرہ سو طلبا کا کھانا پک رہا ہے یا نہیں؟ وفد نے ایک ایک چیز کو دیکھا، طلبا، مدرسین اور ملازمین سے بات چیت کی اور پھر دفتر اہتمام میں آکر عصرانہ لیا اور ہم لوگوں سے سوال و جواب کیا، ارکان وفد کے تاثرات کیا تھے؟ وہ ان رپورٹوں سے ظاہر ہیں جو ان حضرات نے دہلی واپس پہنچ کر اپنے اخبارات میں شائع کی تھیں۔ یہی نہیں بلکہ ہم تمام ممبران پارلیمنٹ، اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان اور دارالعلوم کے ہمدرد مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دارالعلوم تشریف لائیں اور یہاں کے حالات کا مطالعہ بچشم خود کریں۔

---

افواہ تھی کہ میرٹھ سے دیوبند تک آگ لگی ہوئی ہے، فریقین میں سخت تناؤ ہے اور مجلس شوریٰ کے جلسہ کے موقع پر فسادات اور ہنگامے ہوں گے اور ٹائمز آف انڈیا مورخہ ۱۱ اپریل میں اس کے نامہ نگار کی جو ایک غلط رپورٹ شائع ہوئی تھی اس نے اس افواہ کو اڑا دی تھی لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ممبران شوریٰ نے تین کاروں میں دہلی سے دارالعلـ

تک کا سفر اس امن و امان اور سکون سے طے کیا کہ کہیں ایک پتہ بھی نہیں کھڑکا۔ پھر مجلس شوریٰ کے جلسے ہوئے تو اس کامل امن و امان اور سکون و عافیت کے ساتھ کہ ایک آواز بھی مخالفت کی کہیں، دارالعلوم کے اندر یا باہر، سنائی نہیں دی۔ فاین تذھبون۔

---

لکھنؤ کی گذشتہ سے پیوستہ مجلس شوریٰ میں مولانا قاری محمد طیب صاحب کو معطل کر دیا گیا تھا۔ تحقیقاتی کمیٹی کی بنیاد پر شوریٰ کو اب اس بارہ میں کوئی قطعی فیصلہ کرنا چاہیے تھا۔ پارلیمنٹ کی سہ رکنی تحقیقاتی کمیٹی نے جس دلسوزی اور دردمندی سے اپنی سفارشات ۔۔گانہ مرتب کی ہیں ان کا اعتراف و احترام کرتے ہوئے مجلس شوریٰ نے تجویز کیا کہ چونکہ کمیٹی کی سفارش نمبر ۳ کے متعلق مولانا موصوف کے ردعمل کا اب تک علم حاصل نہیں ہو سکا ہے اس لیے اس سلسلہ میں مجلس شوریٰ اپنے آخری فیصلہ کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دے۔

## اطلاع برائے قارئین

برہان کا سالانہ چندہ مارچ ۸۲ء سے بیس ۲۰ روپے کے بجائے پچیس ۲۵ روپے اور غیر ملکی چالیس ۴۰ کے بجائے پچاس ۵۰ روپے اور فی شمارہ دو روپے پچاس پیسے کر دیا گیا ہے۔

نوٹ: کاغذ کی بے پناہ گرانی، کتابت کی اُجرت اور محصول ڈاک میں غیر معمولی اضافہ کی وجہ سے مجبوراً ایسا کیا گیا ہے۔

فی شمارہ قیمت: 2/50

منیجر رسالہ برہان
عمید الرحمن عثمانی